بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ عزوجل

دیہات میں جمعہ و عیدین کی نماز

دیہات میں جمعہ وعیدین کی نماز سے متعلق مجلس شرعی مبارک پور بھارت سے موصول ہونے والے سوالات کے محققانہ جوابات

سوال: مصر کی جامع مانع تعریف کیا ہے؟ فی زمانہ کن آبادیوں میں یہ صادق آتی ہے؟

جواب: مصر کی تعریف میں ہمارے علماء کرام رحمہ اللہ کے اقوال مختلف ہیں علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمہ اللہ نے اس سلسلے میں کئی اقوال نقل فرمائے جو کہ درج ذیل ہیں،

۱۔ فعن ابی حنیفة رحمه الله هو ما یجتمع فیه مرافق اهله دنیا و دینا

ترجمہ: امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ مصر وہ ہے کہ جس میں اسکے اہل کے دنیاوی اور دینی لوازمات مجتمع ہوں۔

۲۔ و عن ابی یوسف کل موضع فیه امیر و قاض ینفذ الاحکام و یقیم الحد ود فهو مصر تجب علی اهله الجمعة و هکذا روی الحسن عن ابی حنیفة فی کتاب صلاته

ابو یوسف علیہ الرحمہ سے روایت ہے ہر وہ موضع کہ جس میں امیر اور قاضی ہو جو احکام نافذ کرتا ہو اور حدود قائم کرتا ہو تو وہ مصر ہے اسکے اہل پر جمعہ واجب ہے ایسے ہی حسن نے اپنی نماز کی کتاب میں ابوحنیفہ علیہ الرحمہ سے روایت کی ہے۔

۳۔ و فیه ایضاً قال سفیان الثوری المصر الجامع ما یعده الناس مصرا عند ذکر الامصار المطلقة کبخاری و سمرقند

ترجمہ: اور اسی میں ہے کہ سفیان ثوری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مصر جامع وہ کہ جب لوگ امصار مطلقہ کا ذکر کریں تو اسے مصر شمار کریں جیسے کہ بخاریٰ اور سمرقند۔

۴۔وقال الکرخی المصر الجامع ما اقیمت فیه الحدود و نفذت فیه الاحکام و هو اختیار زمحشری

امام کرخی فرماتے ہیں مصر جامع وہ ہے کہ جس میں حدود قائم کی جاتی ہوں اور احکام نافذ کئے جاتے ہوں اور یہی زمخشری کا اختیار ہے۔

۵۔و عن ابی عبدالله البلخی انه قال احسن ما سمعت اذا اجتمعوا

فی اکبر مساجدهم فلم یسعوا فیه فهو مصر جامع

عبداللہ بلخی سے ہے کہ آپ فرماتے ہیں سب سے بہتر بات جو میں نے سنی کہ مصر وہ ہے کہ جب اسکی سب سے بڑی مسجد میں لوگ جمع ہوں تو وہ اسمیں نہ سما سکیں۔

۶۔ وعن ابی حنیفة هو بلدة کبیرة فیها سکک و اسواق و لها رساتیق و یرجع الناس الیه فیما وقعت لهم من الحوادث وهو اختیار صاحب التحفة۔

اور ابو حنیفہ علیہ الرحمہ سے ہے کہ مصر وہ بڑا شہر ہے کہ جس میں متعدد کوچے اور بازار ہوں اور جس میں رساتیق ہوں (دیہات) لوگ اپنے حوادث میں اسکی طرف رجوع کرتے ہوں اور یہی صاحب تحفہ کا مختار ہے۔

۷۔وقال ابو یوسف فی نوادر ابن شجاع اذا کان فی القریة عشرة آلاف فهو مصر

نوادر میں ابن شجاع میں ہے کہ ابو یوسف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اگر کسی قریہ میں دس ہزار لوگ ہوں تو وہ مصر ہے۔

۸۔ و عن بعض اصحابنا امصر ما یعیش فیه کل صانع بضاعته لا یحتاج الی التحول الی صنعة اخری ۔

ہمارے بعض اصحاب سے مروی ہے کہ مصر وہ ہے جس میں ہر صانع اپنی صناعت کے ساتھ رہتا ہو کہ کسی دوسری صنعت کی طرف سفر کی احتیاج نہ رہے۔

۹۔وفی المستصفی احسن ما قیل فیه اذا یوجد فیه حوائج الدین وهو القاضی و المفتی و السلطان فهو مصر جامع

مستصفی میں ہے سب سے اچھی بات جو اس معاملے میں کہی گئی ہے کہ اگر اس جگہ میں حوائج دین یعنی قاضی و مفتی اور سلطان پائے جائیں وہ مصر جامع ہے۔

۱۰۔ و عن ابی حنیفة المصر کل بلدة فیها سکک و اسواق و وال

ینصف المظلوم من ظالمه و عالم یرجع الیه فی الحوادث و هو الاصح ذکره فی المفید والتحفة

ابوحنیفہ علیہ الرحمہ سے ہے کہ ہر وہ شہر کہ جس میں متعدد کوچے و بازار اور والی ہوں جو ظالم سے مظلوم کو انصاف دلائے اور ایک عالم ہو کہ لوگ اپنے معاملات میں اسکی طرف رجوع کرتے ہوں اور یہی اصح ہے اسکو مفید اور تحفہ میں ذکر کیا ہے۔

۱۱۔وعن محمد کل موضع مصره الامام فهو مصر حتی انه لو بعث الی قریة نائبا الی اقامة الحدود و القصاص یصیر مصرا فاذا عزله و دعاه تلحق بالقری و یؤید قول محمد هذا ما صحح انه کان لعثمان رضی الله عنه عبد اسود امیر له علی الربدة یصلی خلفه ابو ذر عشرة الصحابة الجمعة وغیرها ذکره ابن حزم فی المحلی ﴿کذالک فی حلی کبیر ص ۵۵۱﴾

امام محمد سے ہے کہ ہر وہ موضع جسے امام مصر بنادے تو وہ مصر ہے حتی کہ اگر وہ کسی قریہ کی طرف اقامت حدود وقصاص کیلئے نائب کو بھیج دے تو وہ مصر ہو جائیگا اور اگر وہ اسکو معزول کردے اور اسے واپس بلالے تو وہ قریہ ہو جائیگا امام محمد کے اس قول کی تائید وہ روایت ہے

۱۲۔وقال قاضی خان و الاعتماد علی ما روی عن ابی حنیفة فی المحلی کل موضع بلغت ابنتیه ابنیه منیٰ و فیها قاض یقیم الحدود و ینفذ الاحکام فهو مصر

قاضی خان فرماتے ہیں کہ مصر جامع کی تعریف میں اعتماد ابوحنیفہ علیہ الرحمہ سے مروی محلی کی اس روایت پر ہیکہ ہر موضع کہ جس کی ابنیتِ منیٰ کو پہنچے اور اس میں مفتی وقاضی ہو جو حدود قائم کرتا ہو اور حکام نافذ کرتا ہو وہ مصر ہے

۱۳۔و قیل الجامع ان یوجد فیه عشرة آلاف مقاتل

کہا گیا ہے کہ مصر جامع وہ جگہ ہے جہاں پر دس ہزار مقاتل (لڑاکا) پائے جائیں

۱۴۔و قیل ان یکون بحال لو قصدهم عدو غلبهم دفعة ذكرهما في الينابيع

کہا گیا ہے کہ مصر جامع وہ جگہ ہیکہ اگر دشمن ان کا ارادہ کرے تو حفاظت میں ان پر غالب آ جائے ان دونوں کو ینابیع میں ذکر کیا ہے

﴿البنایہ ج ۳

ص ۵۲،۵۱ المکتبہ التجاریہ مکۃ المکرّمۃ ﴾

ان تمام تعریفات میں ظاہر روایت سے قریب ترین روایت دسویں تعریف ہے بلکہ اگر تعریف نمبر ۱۰ اور نمبر ۶ کو ملایا جائے تو مصر کی وہ تعریف ظاہر ہوگی جسے امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے فتاویٰ رضویہ میں اور صدر الشریعہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ نے بہار شریعت میں لکھا ہے امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''صحیح تعریفِ شہر کی یہ ہے کہ وہ آبادی جس میں متعدد کوچے ہوں دوامی بازار ہوں نہ وہ جیسے پیٹھ کہتے ہیں اور وہ پرگنہ ہے کہ اسکے متعلق دیہات گنے جاتے ہیں اور اس میں کوئی حاکم مقدمات رعائیہ فیصل کرنے پر مقرر ہو جس کی حشمت وشوکت اس قابل ہو کہ مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے جہاں یہ تعریف صادق ہو وہی شہر ہے۔''

﴿فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۶۷۲ مکتبہ رضویہ کراچی ﴾

یہی آخری تعریف جامع مانع ہے اور عرفاً ایسی ہی جگہ پر شہر کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ اس تعریف کے علاوہ باقی تمام تعریفات غیر مانع وغیر جامع ہیں۔

من شاء التفصيل فليراجع الى غنية المستملى۔

سوال ۲: روایت نادرہ کے مطابق مصر کی تعریف اور اسکے مصادیق کی وضاحت فرمائیں۔

جواب: ہر وہ دیہات کہ جس کی آبادی میں اتنے مسلمان مرد، عاقل، بالغ، ایسے تندرست جن پر جمعہ فرض ہو سکے

آباد ہوں کہ اگر وہ وہاں کی مسجد میں جمع ہوں تو نہ سما سکیں یہانتک کہ انہیں جمعہ کیلئے مسجد جامع بنانی پڑے وہ صحت جمعہ کیلئے شہر سمجھی جائے۔''

ا۔مذکورہ بالا تعریف میں دیہات کی قید سے اہل الاخبیۃ (خیمہ والے) وغیرھم نکل جائیں کہ اہل اخبیہ کی آبادی دیہات میں داخل نہیں امام اہلسنت فرماتے ہیں

''دیہات سے بھی کم درجہ بستی جنگلوں،میدانوں پہاڑوں میں اہل خیمہ کے مقام ہیں جن میں مکانات کچے پکے اصلاً نہیں ہوتے انہوں نے جہاں آب ومرغزاز دیکھے ڈیرے ڈال دیئے خیمے تان دیئے وہیں اقامت کرلی یہ بستیاں نظر شرع میں دیہاتوں سے سے بھی ادنیٰ ہیں۔

﴿فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۷۰۳ مکتبہ رضویہ کراچی﴾

۲۔مذکورہ تعریف میں نادر روایت کے ظاہری الفاظ اکبر مساجدھم کو چھوڑ کر مطلق مسجد ذکر کیا گیا ہے تاکہ وہ آبادیاں بھی مصر کی تعریف میں داخل ہوجائیں جن میں صرف ایک ہی مسجد ہو۔

۳۔تعریف کے اخیر میں ''جمعہ کے لئے شہر سمجھی جائے'' کی قید سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یہ نہ تو مطلقا مصر کی تعریف ہے اور نہ ہی بقائے مصر کی بلکہ یہ اس بات کا بیان ہے کہ کوئی دیہات کب مصر میں تبدیل ہوجائے گا چنانچہ اس سے کئی اعتراضات رفع ہوجائیں گے مثلاً اس تعریف کے مطابق حرمین طیبین بھی شہر نہ ٹھہریں گے اس کا جواب یوں دیا جائیگا کہ یہ تعریف نہ تو مطلقاً مصر کی تعریف ہے اور نہ ہی بقائے مصر کی تعریف ہے بلکہ یہ دیہات سے مصر کی طرف تبدیل ہونے کا بیان ہے جبکہ حرمین طیبین قدیم ہی سے مصر ہیں۔

مصادیق:

بلاد کبیرہ تو تعریف مشہورہ جو کہ امام اہلسنت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کی گئی مصر مانے جائیں گے جبکہ اس تعریف کے مصادیق وہ تمام قصبہ،گاؤں دیہات وغیرہ ہونگے کہ جن میں اتنے مسلمان،عاقل،بالغ وتندرست جن پر جمعہ فرض ہو سکے آباد کہ اگر وہ وہاں کی مسجد میں جمع ہوں تو نہ سما سکیں یہانتک کہ انہیں جمعہ کیلئے مسجد جامع کی ضرورت پیش آئے۔

سوال ۳: کیا فی زمانا روایت نادرہ پر فتویٰ وعمل جائز ہے؟

جواب: بلاشبہہ دور حاضر میں روایت نادرہ ہی پر فتوی دینا اور عمل کرنا عین حکمت ہے اسکی درج ذیل

وجوہات ہیں جو اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ فی زمانہ ظاہر الروایہ کو چھوڑ کر روایت نادرہ ہی پر فتویٰ دینا چاہیے۔

اولاً یہ کہ دیہاتوں میں نماز جمعہ قائم کرنے کے سلسلے میں دیہاتی عوام اور بہتیرے خواص ابتلائے عام کا شکار ہو چکے ہیں بلکہ یوں کہا جائے کہ دیہات وگاؤں وغیرہ میں جمعہ قائم کرنے کا تعامل جاری ہو چکا ہے تو غلط نہ ہوگا ایسی صورت میں اگر ہمارے ہی مذہب میں روایت مل جائے اگرچہ وہ روایت نادرہ ہی کیوں نہ ہو تو اس پر فتویٰ جاری کرنے اور عمل کرنے میں کیا حرج ہے۔ بلکہ یہی تو وہ موقع ہے جہاں قول امام سے عدول کرنا جائز مجدد اعظم امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

"اقول: محققین فرماتے ہیں کہ قول امام پر فتوی واجب ہے اس سے عدول نہ کیا جائے اگرچہ صاحبین خلاف پر ہوں اگرچہ مشائخ مذہب قول صاحبین پر افتاء کریں اللھم الالصعف دلیل او تعامل بخلافہ نص علی ذالک العلامۃ زین بن نجیم فی البحر والعلامۃ خیر الدین رملی فی فتاواہ شیخ الاسلام صاحب الھدایۃ فی التجنیس والمحقق حیث اطلق فی الفتح والشریف الطحطاوی والسید الشامی فی حواشی الدرر وغیرھم من اجلۃ العلماء الکرام کما بیناہ فی کتاب النکاح من العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ۔"

﴿فتاوی رضویہ ج۳ ص۶۱۷ مکتبہ رضویہ کراچی﴾

بلکہ ایسے موقع پر ظاہراً امام اعظم کا قول چھوڑ کر صاحبین کے قول پر فتویٰ دینا بھی حقیقت میں امام اعظم رضی اللہ عنہ ہی کے قول پر عمل کرنا ہے کہ ایسی صورت میں امام اعظم کا قول قول صوری تھا اور صاحبین کا قول دراصل امام اعظم ہی کا قول ضروری ہے کما حقق الامام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فی اجلی الاعلام بان الفتوی علی قول الامام۔

ثانیاً: فقیر کی اطلاع کے مطابق اکثر علماء اہلسنت ابتداء گاؤں و دیہات میں جمعہ قائم کرنے اور کروانے سے گریز کیا کرتے تھے اور جو کوئی اس بارے میں اجازت بھی لینے آتا اسے مذہب مفتی بہ کے مطابق منع فرما دیا کرتے تھے مگر اسکے مقابلے میں دیوبندیوں کی تبلیغی جماعت خاص طور پر جمعہ کیلئے ایک روزہ جماعت نکالتی تھی اور نکالتی ہے جو کہ دیہاتوں میں جا کر نماز جمعہ قائم کرتے تھے اور اب تک کر رہے ہیں چنانچہ گاؤں دیہاتوں میں لوگ تبلیغی جماعت سے قریب اور اہلسنت سے دور ہونے لگے جسکے نتیجہ میں گاؤں کے گاؤں

دیوبندی ہوگئے اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے یہ بات ظاہر ہے کہ اسکا سدباب ممانعت کا فتوی دینے سے نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ تو پہلے ہی سے موجود ہے بلکہ تبلیغی جماعت نے اہل حق کے اس جائز وحق فتویٰ ہی کی وجہ سے فائدہ اٹھایا اور میدان خالی پاکر لوگوں کے عقائد میں خوب فساد پھیلایا اور اب تک پھیلا رہے ہیں اہلِ علم پر یہ بات روشن ہے کہ فساد امت بھی فتوی کی تبدیلی کے اسباب میں سے ایک ہے اور اس فساد میں تو ضرور تبدیل فتوی ہوگی کہ عقیدے کا فساد ہے چنانچہ امت کو عقیدے کے فاسد سے بچانے کیلئے ضروری ہے کہ روایت نادرہ پر فتوی دیا جائے تا کہ ہمارے لوگوں کو بھی کھل کر گاؤں دیہات میں جمعہ پڑھانے کا موقع ملے اور تبلیغی جماعت کی سازشوں کی وجہ سے لوگوں کے عقائد میں جوخرابی پیدا ہوئی وہ دور ہو اور جاء الحق و زهق الباطل کا ظہور ہو۔

ثالثاً:

مصر کی تعریف بمطابق روایت مشہورہ یا دیگر روایتوں کے کوئی منقول شرعی نہیں ہے بلکہ اسکا مدار عرف پر ہے امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں

''ثم اقول وباللہ التوفیق حق ناصح یہ ہے کہ مصر تو یہ کوئی منقولات شرعیہ مثل صلوٰۃ وزکوۃ ہیں جسکو شرع مطہر نے معانی متعارف سے جدا فرما کر اپنی وضع خاص میں کسی شئے معین کیلئے مقرر کیا ہو ورنہ شارع علیہ السلام سے اس میں نقل ضرور تھی کہ وضع شارع بے بیان شارع معلوم نہیں ہوسکتی۔ اور شک نہیں کہ یہاں شارع علیہ السلام سے اصلاً کوئی نقل ثابت ومنقول نہیں۔''

﴿فتاوی رضویہ مکتبہ رضویہ کراچی ج ۳ ص ۱۰۷﴾

امام اہلسنت رضی اللہ عنہ کی عبارت سے بھی ثابت ہوگیا کہ مصر کے بارے میں کوئی منصوص علیہ تعریف نہیں ہے تو ظاہر الروایہ کے بجائے ہمارے ہی مذہب کی دوسری روایت پر فتوی دینے میں کوئی حرج نہیں ہے علامہ شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

واما ان تکون ثابتۃ بصریح النص و ھی الفصل الاول و اما ان تکون ثابتۃ بضرب اجتھاد و رای کثیر منھا ببنیہ المجتھد علی ما کان فی عرف زمانہ بحیث لو کان فی زمان العرف الحادث لقال بخلاف ما قالہ اولا و لہٰذا قالوا فی شروط الاجتھاد انہ لا بد

فيـه مـن مـعـرفة عـادات الـنـاس فكثير من الاحكـام تختلف باختـلاف الـزمان لتغير عرف اهله و او لحدوث ضرورة و فساد اهـل الـزمـان بـحيـث لـو بقى الحكم على ما كان عليه اولا للزم مـنـه الـمشـقة و الـضـرر بالـناس ولخالف قواعد الشريعة المبنية عـلـى التـخـفيف و التيسير و دفـع الضرر و الفساد و لبقاء العالم عـلى اتم نظام و احسن احكام و لهذا ترى مشايخ المذهب خالفوا مـا نـص عـليـه الـمجتـهد فى مواضع كثيرة بناء على ما كان فى زمـنـه لـعـلـمهم بانه لو كان فى زمنهم لقال بما قالوا به اذا ذا من قـواعـد مـذہـبـه فـمـن ذالک افتـائـهم بجوازعلى تعليم القرآن و نحوه..................اه

﴿رسائل ابن عابدین نشر العرف سہیل اکیڈمی ج۲ ص ۱۲۶،۱۲۵﴾

ترجمہ: مسائل فقہیہ یا نص صریح سے ثابت ہونگے تو وہ قسم اول ہی میں شمار کئے جائینگے یا مسائل شرعیہ اجتہاد ورائے سے ثابت ہونگے اور بہت سے ایسے احکام کہ جن کو مجتہد اپنے زمانے کے عرف کی بنیاد پر اخذ کرتا ہے اس حیثیت سے کہ اگر وہ خود عرف حادث کے زمانے میں ہوتا تو ضرور وہ بات کہتا جو اسکے پہلے قول کے خلاف ہوتی اور اسی وجہ سے علماء نے اجتہاد کی شرائط میں فرمایا کہ مجتہد کیلئے لوگوں کی عادت کی معرفت ضروری ہے کیونکہ بہت سے احکام زمانے کے اختلاف سے تبدیل ہوجاتے ہیں اور اس تبدیلی کی وجہ اس زمانے کے لوگوں کے عرف کا بدلنا یا کسی ضرورت کا حادث ہونا یا اس زمانے کے لوگوں کا فساد اس حیثیت سے کہ اگر حکم وہی رہے جو پہلے تھا تو لوگوں کو مشقت اور ضرر لاحق ہوگا اور اس حکم کی تبدیلی نہ کرنے میں ان قواعد شریعہ کی مخالفت لازم ئی گی جو کہ تخفیف، تیسیر اور دفع ضرر وفساد پر اسلئے مبنی ہیں تا کہ عالم اپنے اچھے نظام اور احسن احکام پر باقی رہے لہٰذا تو دیکھے گا کہ مشائخ مذہب نے بہت سے ان مسائل میں اختلاف کیا کہ جن کو مجتہد نے اپا یزمانے کے حالات کے تحت منصوص کیا تھا اور اپنے علم کی وجہ

سے اگر وہ مجتہد خود انکے زمانے میں ہوتا تو قواعد مذہب کی پیروی کرتے ہوئے وہی کہتا جو انہوں نے کہا مثلا علماء کا وظائف معلمین جو کہ صدر اول میں تھے کے منقطع ہونے کے باعث تعلیم القرآن اور اسکی مثل دیگر مسائل میں اجارے کے جواز کا فتوی دینا........................''

علامہ شامی رحمہ اللہ کی مذکورہ بالا عبارت صریحا تقاضا کرتی ہے کہ لوگوں کو عقائد کے فاسد اور گناہ سے بچانے کیلئے روایت نادرہ پر فتوی دینا چاہئے۔

خود امام اہلسنت امام احمد رضا خانصاحب علیہ الرحمہ نے اپنے زمانے کے حالات کے اعتبار سے اس میں سختی فرمائی مگر پھر لوگوں کے حالات ملاحظہ فرماتے ہوئے عوام کے معاملے میں نرمی فرمائی آپ فرماتے ہیں

''دربارہ عوام فقیر کا طرز عمل یہ ہے کہ ابتداء خود انہیں منع نہیں کرتا نہ انہیں نماز سے باز رکھنے کی کوشش پسند رکھتا ہے ایک روایت پر صحت انکے لئے بس ہے وہ جسطرح خدا اور رسول کا نام پاک لیں غنیمت ہے مشاہدہ ہے کہ اس سے روکئے تو وہ وقتی چھوڑ بیٹھتے ہیں

﴿فتاوی رضویہ ج۳ ص۷۱۴﴾

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید فرماتے ہیں

''جس گاؤں میں یہ حالت پائی جائے اس میں روایت نادر کی بناء پر جمع وعیدین ہوسکتے ہیں اگر چہ اصل مذہب کے خلاف ہے مگر اسے بھی اکی جماعت متاخرین نے اختیار فرمایا''

﴿فتاوی رضویہ مکتبہ رضویہ ج۳ ص۷۰۲﴾

بہرحال فقیر اتنا کہے گا کہ اگر اعلٰحضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ ہمارے زمانے کے حالات ملاحظہ فرماتے تو ضرور روایت نادرہ پر فتوی دیتے جیسا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے رنگ کی پڑیا اور حقے کے مسئلے میں فتویٰ دیا۔

سوال۴: احتیاطی ظہر کا مطلب کیا ہے اور اس کے مواقع کیا ہیں؟

جواب: مجدد اعظم امام احمد رضا خان صاحب علیہ الرحمہ ظہر احتیاطی کے مواقع بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ

''ان کا محل وہاں ہے کہ صحت جمعہ میں اشتباہ وتردد قوی ہو مثلاً وہ مواضع جنکی مصریت میں شک

ہے یا باوصف اطمینان صحت جانب خلاف کچھ وقعت رکھتی ہو مثلاً جہاں جمعہ متعدد جگہ ہوتا ہو اور سبقت نا معلوم ہو کہ اگر چہ در بارۂ تعدد قول جواز ہی معتمد و ماخوذ و مفتی بہ ہے مگر عدم جواز بھی ساقط و نا قابل التفات نہیں کما بینہ فی ردالمحتار صورت اولیٰ میں ان چار رکعت کا حکم ایجاباً و تاکیداً ہوگا لوقوع الشبھۃ فی براءۃ العھدۃ اور ثانیہ میں استحبابا و ترغیبا لان الخروج عن الخلاف مستحب اجماعا مالم یلزم محذور۔''

﴿فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۷۰۱﴾

ظہر احتیاطی کے مطلب کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں

'' ایسی جگہ ہمارے علماء کرام نے حکم دیا کہ بعد نماز جمعہ چار رکعت فرض احتیاطی اس نیت سے ادا کرے کہ پچھلی وہ ظہر جسکا وقت میں نے پایا اور اب تک ادا نہ کی چاروں میں سورت ملائے پھر جمعہ کی دو سنتیں ان رکعتوں کے بعد بہ نیت سنت وقت ادا کرے۔ جمعہ پڑھتے وقت نیت صحیح وثابت رکھے جمعہ کو صحیح سمجھ کر خاص فرض جمعہ کی نیت کرے اگر بنیت فرض نہ ادا کیا تو جمعہ یقیناً نہ ہلا اور اب یہ چار رکعتیں نری احتیاطی نہ رہیں گی بلکہ ظہر پڑھنی فرض ہو جائیگی اور جب یوں نیتِ صحیحہ سے ادا کر چکا تو ان چار رکعتوں میں یہ نیت نہ کرے کہ آج کی ظہر پڑھتا ہوں بلکہ وہی گول نیت رکھے کہ جو پچھلی ظہر میں نے پائی اور اور ادا نہ کی اسے ادا کرتا ہوں خواہ وہ کسی دن کی ہو اس سے زیادہ خیالات پریشان نہ کرے یوں پڑھنے میں یہ نفع پائیگا کہ اگر شاید علم الٰہی میں بوجہ فوت بعض شرائط جمعہ صحیح نہ ہوا ہوگا تو یہ رکعتیں آج ہی کی ظہر ہو جائینگی اس صورت میں یہی ظہر وہ پچھلی ہے جسکا وقت اسے ملا اور ابھی ذمہ سے ساقط نہ ہوئی اور اگر جمعہ صحیح واقع ہوا تو آج سے پہلے کی جو ظہر اسکے ذمّے رہی ہوگی (خواہ یوں کہ سرے سے پڑھی ہی نہ تھی یا کسی وجہ سے فاسد ہوگئی) وہ ادا ہو جائے گی اور اگر کوئی ظہر نہ رہی ہوگی تو یہ رکعتیں نفل ہو جائیں گی اسی لحاظ سے جس پر قضاء عمری ظہر کی نہ ہوں یہ چاروں رکعتیں بھری بھری پڑھیں کہ اگر نفل ہوئی اور سورت نہ ملائی تو واجب چھوٹ کر مکروہ تحریمی ہوگی ہاں جس پر قضاء عمری ہے اسے پچھلی دو میں سورت ملانے کی حاجت نہیں کہ اس کے ہر طرح فرض ہی ادا ہونگے جمعہ نہ ہوا تو آج کے اور ہوا تو آج

سے پہلے کے یہ سب تفصیل واقع کے اعتبار سے ہے نمازی کو نیت میں اس شک وتردد کا حکم نہیں کہ نیت وتردد باہم منافی ہیں۔ اگر یوں ہی مذبذب نیت کی تو وہ مقصود و احتیاط ہرگز حاصل نہ ہوگا لہٰذا اسی طرح گول نیت بے خیال تردد بجا لائے اور واقع کا معاملہ علم الٰہی پر چھوڑ دے۔"

﴿فتاوی رضویہ مکتبہ رضویہ ج۳ ص۶۸۰﴾

پھر ظہر احتیاطی کا حکم صرف خواص کو ہے عوام کو نہیں کہ وہ تصحیح نیت پر قادر نہیں۔

﴿کما حققہ الامام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمان فی فتاواہ﴾

سوال ۵: بعض علاقے میں نماز جمعہ پڑھ کر ظہر باجماعت بھی پڑھتے ہیں اس کا ماخذ کیا ہے جبکہ دونوں میں سے ایک نفل نماز ہوتی ہے اس کا کیا حکم ہے؟ کیا اس حکم میں عوام وخواص دونوں یکساں ہیں یا دونوں کے حکم میں فرق ہے؟

جواب: باجماعت ظہر احتیاطی پڑھنے کی کوئی روایت فقیر کی نظر سے نہیں گذری یہ یقیناً منع ہے کما حقق الامام احمد رضا علیہ الرحمہ اور اس حکم میں عوام وخواص یکساں ہے دونوں ہی کو باجماعت ظہر احتیاطی سے منع کیا جائیگا ہاں البتہ خواص کو انفرادی طور پر ظہر احتیاطی ادا کرنے کا حکم کیا جائیگا۔

سوال ۶: مصر وقریہ کے احکام میں جمعہ وعیدین برابر ہیں؟ یا دونوں میں فرق ہے؟

جواب: مصر وقریہ کے احکام میں جمعہ وعیدین برابر ہیں اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ سے یہی ظاہر ہے آپ رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں:

"اولاً جب نماز جمعہ وعیدین وہاں صحیح نہیں تو یہ امر غیر صحیح میں مشغولی ہوئی اور وہ ناجائز ہے۔"

﴿فتاوی رضویہ ج۳ ص۷۰۳﴾

مذکورہ بالا عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہٗ دیہات وغیرہ میں عیدین کی نماز کے اصلاً قائل نہیں اور یہی بہار شریعت سے عیاں۔ صدر الشریعہ مولنا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "اسکے ادا کی وہی شرطیں ہیں جو جمعہ کیلئے ہیں"

﴿بہارِ شریعت (ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور) جلد ۱ حصہ چہارم ص۵۹﴾

سوال ۷: کیا اعلم علمائے بلد والی کے حکم میں ہو سکتے ہیں؟

جواب: حدیقہ ندیہ میں ہے

اذا خلا الزمان من سلطان ذی کفایة فالامور موکلة الی العلماء و یلزم الامة الرجوع الیهم و یصیرون ولاة فاذا عسر جمعهم علی واحد استقل کل قطر باتباع علمائه فان کثروا فالمتبع اعلمهم فان استووا اقرع بینهم اه

﴿حدیقہ ندیہ مطبوعہ مصر ج ا ص ۲۴۰﴾

ترجمہ: اگر زمانہ کفایت کرنیوالے سلطان سے خالی ہو تو امت کے امور علماء کے سپرد کیئے جائیں گے اور امت پر ان کی طرف رجوع کرنا لازم ہوگا اور علماء ان کے والی ہو جائیں گے پس اگر ان سب کا ایک عالم پر اتفاق کرنا مشکل ہو جائے تو ہر علاقہ اپنے علماء کی پیروی میں متسقل ہوگا پس اگر ایک علاقے میں بھی علماء کی کثرت ہو جائے تو ان میں سے اعلم کو منتخب کیا جائیگا اور اگر علم میں بھی سب برابر ہوں تو ان کے مابین قرعہ اندازی کی جائیگی۔

مذکورہ بالا عبارت اس بات میں صریح ہے کہ ہمارے زمانے میں علماء ہی والی بلد کے حکم میں ہیں اگر چہ والی بلد موجود بھی ہو کیونکہ اگر والیان بلد موجود بھی ہوں تو وہ ذی کفایت نہیں ہوتے بلکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ دینی معاملات میں انھیں امیر نہیں بنایا جاسکتا لہٰذا یہ امر دور حاضر میں علماء ہی کی طرف لوٹے گا الا ماشاء اللہ اگر کوئی والی صاحب علم ہو تو وہ اسی مرتبہ کا اہل ہے۔

سوال ۸: دیہات میں جمعہ پڑھنے کی اجازت اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے صرف عوام کو دی ہے یا خواص کو ؟ اگر خواص جمعہ کے ساتھ ظہر باجماعت بھی پڑھیں یا پڑھائیں اور عوام کو اس کی تلقین بھی کریں تو کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کے فتوی سے یہی ظاہر ہے کہ آپنے یہ اجازت صرف عوام ہی کو دی ہے بلکہ یوں کہا جائے کہ آپ نے صرف عوام کو منع نہیں فرمایا تو بجا ہوگا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

''دربارہ عوام فقیر کا طرز عمل یہ ہے کہ ابتداء خود انہیں منع نہیں کرتا نہ انہیں نماز سے باز رکھنے کی کوشش پسند رکھتا ہے ایک روایت پر صحت انکے لئے بس ہے وہ جسطرح خدا اور سول کا نام پاک

لیں غنیمت ہے مشاہدہ ہے کہ اس سے روکئے تو وہ وقتی چھوڑ بیٹھتے ہیں۔''

﴿فتاوی رضویہ مکتبہ رضویہ ج۳ص۷۱۴﴾

مذکورہ بالا عبارت صراحۃً دلالت کرتی ہے کہ آپ نے یہ اجازت عوام کو دی ہے مگر آپ رضی اللہ عنہ کی عبارت سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے خواص کو بھی اس کی اجازت دی ہے۔ ۱۳۰۷ھ میں جب مولوی سید رضی الدین حسین صاحب نے جب آپ کی جناب میں اس بارے میں یہ لکھ کر استفتاء بھیجا کہ ''اب بعض معترض ہیں کہ جمعہ دیہات میں نزد امام ابوحنیفہ صاحب کے جائز نہیں ہے پڑھنا بھی نہ چاہئے مخدومنا پڑھا کروں یا ترک کردوں حضور کے نزدیک جو جائز ہے مطلع فرمائیں تا مطابق اسکے کاربند ہوں اور نماز عیدین بھی دیہات میں ہو یا نہ ہو۔''اس کے جواب میں آپ نے ابتداء اصل مذہب بیان فرمایا پھر مزید فرمایا کہ

''ہاں ایک روایت نادرہ امام ابویوسف علیہ الرحمہ سے یہ آئی ہے کہ جس آباد میں اتنے مسلمان مرد عاقل بالغ ایسے تندرست جن پر جمعہ فرض ہو سکے آباد ہو کہ اگر وہ وہاں کی بڑی سے بڑی مسجد میں جمع ہوں تو نہ سما سکیں یہاں تک کہ انہیں جمعہ کیلئے مسجد جامع بنانی پڑے وہ صحت جمعہ کیلئے شہر سمجھی جائے گی امام اکمل الدین بابرتی عنایہ شرح ھدایہ میں فرماتے ہیں وعنہ ای ابی یوسف (انهم اذا اجتمعوا) ای اجتمع من تجب علیهم الجمعة لا کل من یسکن فی ذالک الموضع من الصبیان والنساء و العبید قال ابن شجاع) احسن ما قیل فیه اذا کان اهلها بحیث لو اجتمعوا (فی اکبر مساجدهم لم یسعهم) ذلک حتی یحتاجوا الی بناء مسجدا اٰخر للجمعة الخ جس گاؤں میں یہ حالت پائی جائے اس میں اس روایت نوادر کی بناء پر جمعہ وعیدین ہو سکتے ہیں اگرچہ اصلِ مذہب کے خلاف ہے مگر اسے بھی ایک جماعت متاخرین نے اختیار فرمایا اور جہاں یہ بھی نہیں وہاں ہرگز جمعہ خواہ عید مذہب حنفی میں جائز نہیں ہو سکتا بلکہ گناہ ہے۔''

﴿فتاوی رضویہ مکتبہ رضویہ ج۳ص۷۰۳﴾

اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ سے یہ سوال ایک عالم نے کیا جیسا کہ نام سے ظاہر ہو رہا ہے۔ مزید برآں وہ

اپنے مسئلہ میں عرض بھی کررہے ہیں کہ ’’مخدومنا پڑھا کروں یا ترک کردوں حضور کے نزدیک جو جائز ہو مطلع فرمائیں‘‘، مگر اسکے باوجود سیدنا اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ نے اخیر روایت نادرہ بیان فرمائی اس سے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے خواص کو بھی اجازت مرحمت فرمائی۔ اقول یہ صرف وہم ہے کہ آپ نے اسکی اجازت خواص کو بھی مرحمت فرمائی کیونکہ اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کے بعد کے فتاوی اس بات کی تردید کرتے ہیں مثلاً جب ۱۳۲۳ میں اسی قسم کا سوال محمد نیاز حسین صاحب نے کیا تو آپ نے اس فتوی کے آخر میں فرمایا

’’یہ عوام کالانعام کیلئے ہے البتہ وہ علام کہلانے والے کہ مذہب امام بلکہ مذہب جملہ ائمہ حنفیہ کو پس پشت ڈالتے تصحیحات جماھیر ترجیح وفتوی کو پیٹھ دیتے اور ایک روایت نادرہ مرجوعہ عنہا غیر صحیح کی بناء پر ان جہال کورہ میں جمعہ قائم کرنے کا فتوی دیتے ہیں یہ ضرور مخالفت مذہب کے مرتکب اور ان جہلاء کے گناہ کے ذمہ دار ہیں۔

﴿فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۷۱۴﴾

مذکورہ عبارت وہم سابق کی قاطع ہے ہاں اس عبارت سے یہ نتیجہ اخذ کرنا درست ہوگا کہ اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ نے عوام وخواص کو روایت نادرہ پر عمل کرنے سے نہیں روکا۔ چنانچہ اگر خواص بھی دیہات میں جمعہ قائم کریں تو انہیں روکنا نہ چاہیئے اور اگر روایتِ نادرہ کو سوال نمبر ۳ میں مذکورہ وجوہ کی بناء پر اختیار کرلیا جائے تو پھر اس کے جواز کا فتوی دینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہوگا مگر ظہر کی نماز باجماعت پھر بھی عوام وخواص دونوں ہی کے لئے منع ہوگی کہ اس سے وہی قباحتیں لازم آتی ہیں جو اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے فتاوی میں بیان فرمائیں ہاں انفرادی طور پر ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں مگر اس کی تلقین صرف خواص کو کی جائے۔

هذا ما ظهر لی والعلم بالحق عند الله ورسوله
عزوجل و صلی الله تعالیٰ علیه وسلم

کتبہ: محمد ابوبکر صدیق قادری

۱۸ رمضان المبارک